ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے — قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلّم آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ — مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۲۵ء یوم سہ شنبہ مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ — نمبر ۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ تمام خاندان مسیح موعود بھی بخیر و عافیت ہے۔

۱۰-۱۱ کی درمیانی رات کو خوب زور کی بارش ہوئی۔ جس سے قصبہ کے ارد گرد کثرت سے پانی جمع ہو گیا ہے۔ اور قادیان نے جزیرہ کی شکل اختیار کر لی ہے۔

مولوی صدیق حسن صاحب حیدرآبادی نے جو کچھ عرصہ سے علاقہ دکن کے ہندوؤں میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ ۱۰ جون بعد نماز عصر مسجد مبارک میں لیکچر دیا جس میں لنگائت قوم کی بہت پرانی مذہبی کتب کے حوالجات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے متعلق پیشگوئیاں اور نشانات بیان کئے۔ اور اس قوم کے احمدیت میں داخل ہونے کی امید ظاہر کرتے ہوئے اس علاقہ میں مبلغین کے جانے کی ضرورت بیان کی۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا۔ کہ افسوس ہے۔ غیر مبایعین پر کہ قدیم غیر اقوام تو حضور کی آمد کی عرصہ دراز سے منتظر ہی تھیں اور ظہور ہو چکا ہے۔ انتظار کر رہی ہیں مگر احمدی کہلا کر حضور سے علیحدہ ہو رہے ہیں

قابل توجہ سکرٹری صاحبان تبلیغ

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مجلس مشاورۃ منعقدہ ۱۲-اپریل ۱۹۲۵ء میں تبلیغی امور پر بحث کرتے ہوئے نمائندگان جماعتہائے احمدیہ کے سامنے ایک سوال یہ بھی پیش ہوا تھا۔ کہ رپورٹ تبلیغی ہفتہ وار ہو گی۔ یا پندرہ روزہ یا ماہوار۔ اسکے جواب میں مختلف آراء ظاہر کی گئی تھیں۔ قلیل تعداد احباب کی ایسی بھی تھی۔ جن کی خواہش تھی۔ کہ رپورٹ ہفتہ وار چاہیئے۔ کچھ احباب ایسے بھی تھے۔ جو پندرہ روزہ رپورٹ کو ترجیح دیتے تھے۔ اور اکثر حصہ ایسا تھا۔ جس نے ماہوار رپورٹ کو پسند کیا تھا۔ میرے نزدیک ہفتہ وار رپورٹ یا زیادہ سے زیادہ پندرہ روزہ رپورٹ کا التزام بہتر تھا۔ لیکن چونکہ کثیر حصہ نمائندگان نے ماہوار رپورٹ کو پسند کیا۔ اس لئے کثرت رائے سے فیصلہ یہی ہوا کہ سکرٹری صاحبان تبلیغ ماہوار رپورٹ دفتر دعوت و تبلیغ میں روانہ کیا کریں۔ اور اس فیصلے کی مزید تشریح و توضیح کرتے ہوئے میں نے ایک مطبوعہ سرکلر بنام جملہ سکرٹری صاحبان تبلیغ روانہ کیا تھا جس میں استدعا کی تھی۔ کہ ہر ایک ماہ کی دس تاریخ تک رپورٹ دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے لیکن مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑا ہے۔ کہ سکرٹری صاحبان تبلیغ کے ایک بہت بڑے طبقہ نے اس فیصلہ پر کوئی عمل نہیں کیا۔ اور ایک بہت بڑی فہرست ان احباب کی پیش کی جا سکتی ہے جنہوں نے ایک بھی ماہوار رپورٹ مجلس مشاورۃ کے بعد سے نہیں بھیجی۔ اور ایک فہرست ایسی بھی دی جا سکتی ہے۔ جو رپورٹ کے بھیجنے میں تاخیر اور سستی کرتے ہیں۔

ان دونو طبقوں کے احباب کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو انہوں نے مجلس مشاورت کے فیصلہ کی اہمیت کو سمجھا نہیں۔ اور یا اپنے نمائندگان کے فیصلوں کو وہ خود ہی کوئی اہمیت اور عزت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اس سے زیادہ تعجب اور افسوس کی بات یہ ہے کہ جن سکرٹری صاحبان کی طرف سے ہمیں رپورٹ نہیں ملتی۔ ہم انہیں ہر مہینہ کی دس تاریخ کے بعد یاد دہانی کراتے ہیں۔ اور چونکہ

ایسے احباب تھوڑے نہیں ہیں۔ اس لئے ہمیں ماہوار ایک کافی رقم اخراجات ڈاک پر صرف کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اس وقت تک نتیجہ کچھ بھی نہیں۔ اور وہ احباب بالکل خاموش ہیں۔ خط کی رسید تک دینا بھی گوارا نہیں کرتے۔

اس تحریر کے ذریعہ تمام ایسے احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھیں۔ مجلس مشاورت کے فیصلہ کی (جو درحقیقت ان کا اپنا کیا ہوا فیصلہ ہے) قدر کریں۔ اور جس انتظام کے ساتھ انہوں نے خود کام کرنے کا تہیہ اور فیصلہ کیا ہے۔ اس میں اب لغزش کھانا ان کے لئے مناسب نہیں ہے۔ مجھے اپنے احباب سے یہ تو امید ہے کہ وہ تبلیغ کرتے ہیں۔ اور ان میں وہ جوش اور اخلاص موجود ہے لیکن ہم جو کچھ چاہتے ہیں۔ وہ صرف یہ ہے کہ ہمیں ایک ماہوار تبلیغی رپورٹ دس تاریخ تک مل جانی چاہیئے جس سے ہمیں معلوم ہو۔ کہ احباب کس طریق پر کام کر رہے ہیں۔ اور آیا وہی طریق ان کے مدنظر ہے۔ جو انہیں بتلایا گیا ہے۔

یہ امر بھی مخفی نہ رہے۔ کہ اس وقت تک ہم نے احباب سے بہت رعایت کی ہے۔ ورنہ حق یہ تھا۔ کہ دس تاریخ کے بعد جن احباب سے ہمیں رپورٹ نہ ملتی۔ ان کے نام اخبار میں مشتہر کر دیتے۔ اگر سکرٹری صاحبان تبلیغ نے اب بھی کما حقہ توجہ نہ فرمائی۔ تو شائد ہمیں اس پر عمل کرنا پڑے۔

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ۔

حضرت مسیح موعود کے ایک پرانے صحابی کے حالات زندگی

مورخہ ۷ رجون بروز اتوار میرے والد مولوی عبداللہ صاحب جو پرانے اصحاب مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے چند یوم علیل رہ کر حالت نماز میں اپنے مولا کریم سے جا ملے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے حالات زندگی مختصراً عرض کرتا ہوں۔ آپ کی پیدائش ۱۸۵۵ء میں ہوئی ۷۰ سال کی عمر تک آپ نے تعلیم عربی۔ طب۔ فارسی مختلف استادوں سے حاصل کی۔ چند سال ریاست جموں کے علاقہ میں ملازمت کی پھر ایک گاؤں بنام کوٹلی نندی تحصیل و ضلع سیالکوٹ میں آکر امامت مسجد کے کام میں مصروف رہے۔ آپ کے دل میں اہل اللہ کے ملنے کا زیادہ شوق تھا۔ جہاں کہیں کسی کا ذکر سنتے فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آخر ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود کے دعوے کا تذکرہ سنا۔ اس پر چند اصحاب کو ساتھ لے کر قادیان میں حضرت مسیح موعود کے خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور چند یوم رہ کر پوری تسکین کے بعد حضور کی بیعت سے مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد واپس آکر گھر والوں کو فرمایا جن کی جستجو میں میں ہمیشہ رہا کرتا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ملا دئے۔ گھر والوں نے بھی فوراً بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ جس پر مخالفین کی ایذا رسانیوں کو خوشی سے برداشت کرتے رہے۔

سنہ ۱۹۰۶ء میں آپ نے رسالہ الوصیت کے مطابق وصیت کا فارم پر کر دیا۔ جو منظور ہو کر آپ کو سارٹیفکیٹ بھیج دیا گیا۔ جب اس جگہ سخت مخالفت شروع ہو گئی۔ تو آپ نے باجازت حضرت مسیح موعود وہاں سے ہجرت اختیار کی۔ اور ایک دوسرے گاؤں کوٹلی ہرنرائن جس میں آپ کے چچا زاد بھائی مولوی اسمٰعیل صاحب وغیرہ رہا کرتے تھے۔ آگئے۔ اس جگہ کچھ حصہ زندگی کا آرام سے گذارا۔ پھر سیالکوٹ کی جماعت کی درخواست پر احمدیہ مسجد کی امامت کے لئے سیالکوٹ چلے گئے۔ اور اسی جگہ وفات پائی۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

نیاز مند نور حسین ولد میاں عبدالرحیم صاحب مرحوم

مارشس میں تبلیغ احمدیت

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ مارشس میں اب وہ پہلی سی ضد اور کنارہ کشی احمدیت سے غیر احمدیوں کو نہیں رہی۔ خاکسار مارشش کے دیہات میں ماہ فروری سنہ ۱۹۲۵ء سے تبلیغی دورہ کر رہا ہے۔ لوگ وعظ میں شامل ہوتے ہیں۔ اور دلچسپی سے سنتے ہیں۔ ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۵ء میں خاکسار دورہ کرتا ہوا سمندر کے کنارہ مقام عقاب میں گیا۔ وہاں کے ایک زمیندار نے جن سے میری پہلے کی واقفیت تھی اپنے گاؤں کے سب مسلمانوں سے کہا کہ وہ مغرب کے بعد ہمارے مکان پر وعظ قرآن شریف سنیں۔ چنانچہ مغرب کے وقت بہت سے لوگ ان کے مکان پر آگئے۔ اور سب نے میرے ساتھ نماز مغرب پڑھی کھانے کے بعد ہم نے نماز عشاء پڑھ کر وعظ شروع کیا۔ اور بتایا اسلام میں کیا کیا خوبیاں ہیں۔ سارا مکان مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ایک کمرہ عورتوں سے پُر تھا۔

اس گاؤں کے لوگوں نے اپنے ملاجی سے جو دوسرے گاؤں میں رہتے ہیں۔ ۱۵ روپے پر ہفتہ میں دو بار آکر نماز وغیرہ سکھانے کی درخواست کی تھی۔ جو منظور نہ ہوئی اب ہمارے ایک بھائی ول محمد روزانہ ان کو اسلامی ارکان سکھاتے ہیں۔ اس پر ملاؤں نے ان لوگوں کو کہا۔ تم احمدی ہو گئے ہو جو کافر ہیں۔ اپنے گھروں میں کیوں بٹھاتے اور ان سے قرآن سنتے ہو۔ اس پر اسی زمیندار نے جواب دیا۔ کہ جو لوگ مفت بغیر معاوضہ کے پیدل سفر کر کے ہمارے گھروں پر آکر ہم کو خدا کا پاک کلام قرآن مجید اور نماز روزہ کے احکام سکھاتے ہیں وہ تو کافر ہو گئے ہیں۔ اور جو نماز روزہ نہیں پڑھتے۔ اور روپے لے کر بھی نماز وغیرہ نہیں سکھلاتے۔ وہ مسلمان۔ تم قرآن مجید سے ثابت کرو۔ کہ احمدی کافر ہیں۔ اس پر وہ لوگ خاموش ہو گئے۔ اس جگہ ماہ مئی سنہ ۱۹۲۵ء میں جناب صوفی غلام محمد صاحب نے بھی دورہ کیا۔ اور اسی زمیندار کے مکان پر تین چار گھنٹے تقریر فرمائی۔ بہت لوگ خوب شوق سے سنتے رہے۔

آریہ بڑے زور سے پرچار کر رہے ہیں۔ اور ناواقف اور جاہل مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر سربرآوردہ مسلمان اور ان کے مولویوں کو کوئی فکر نہیں۔ وہ بالکل لاپرواہ ہیں۔

خدا کے فضل و کرم سے ہمارے ہاں مسجد دارالسلام روزہل میں ہر اتوار کو دو بجے سے لیکر چار بجے تک جلسہ ہونا مقرر ہوا ہے ایک جلسہ پچھلے اتوار ۷ رجون کو ہو بھی چکا ہے۔ اس جلسہ کا یہ مقصد ہے۔ کہ اس میں وہ مضمون سنائے جایا کریں۔ جو آریہ مذہب کے رد میں ہوں۔ اس جلسہ کے لئے ہماری طرف سے ہر ایک قوم کو دعوت ہوتی ہے۔ آریہ صاحبان کو اور خصوصاً غیر احمدی لوگوں کو تا وہ واقفیت حاصل کر کے آریوں کا مقابلہ کر سکیں۔

خدا کے فضل و کرم سے احمدیہ مدرسہ روزہل اچھی طرح سے چل رہا ہے۔ اس مدرسہ میں احمدی و غیر احمدی لڑکے لڑکیاں اور کچھ لڑکے ہندو پڑھتے ہیں۔ مدرسہ میں قرآن مجید داردو سبق ہے۔ اس مدرسہ کی دو شاخیں دیگر مقامات میں ہیں۔ ایک شاخ مقام تریانو۔ دوسری شاخ مقام سینٹ پیر میں۔ تینوں مقامات میں لڑکے لڑکیاں قرآن کریم ترجمہ و بغیر ترجمہ پڑھتے ہیں۔ کئی ایک لڑکے لڑکیاں اچھی طرح اردو پڑھنے لگ گئے ہیں۔ اور قرآن مجید کے کئی کئی پارے ترجمہ سے پڑھ چکے ہیں۔ مہاجر ہفتہ میں چار روز یعنی روزہل کے مدرسہ میں پڑھاتا ہے۔ اور دو روز نماز وغیرہ ترجمہ یاد کراتا ہے۔ ہمارے ایک دوست بھائی احمد بن ساہجی نے وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر میرا الکرسی کا جنگل فروخت ہو گیا تو میں روزہل کے احمدیہ مدرسہ کے لئے ایک اچھی خوبصورت عمارت تیار کرا دوں گا۔ مولا کریم انہیں اس نیک ارادہ میں کامیابی عطا کرے۔ آمین۔ سب احباب ہماری دینی ترقی کے لئے اور ہمارے مدرسہ کیلئے دعائیں فرماویں۔ کہ مولا کریم ہم کو ہر طرح کی دینی کامیابی عطا کرے۔ آمین۔ والسلام

طالب دعا خاکسار محمد احسان صدیقی سکرٹری جماعت احمدیہ مارشش

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۱۴ جولائی ۱۹۲۵ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر
جماعت احمدیہ کو نصیحت
مخالفین احمدیت کی افسوسناک حالت

میری طبیعت کل سے کچھ ناساز ہے۔ اس وجہ سے میں نے ہدایت کی تھی۔ کہ بجائے میرے بعض اور دوست تقریریں کریں اور میں صرف جلسہ میں اس غرض کے لئے شریک ہو جاؤں گا۔ کہ ان ایام میں جو دوست باہر سے تشریف لائے ہیں۔ اور جنہیں پہرہ وغیرہ کاموں کی وجہ سے ملاقات کا موقعہ نہیں ملا۔ ان کو ملاقات کا موقعہ مل جائے۔ اب بھی میرے سینہ میں درد ہے۔ اس لئے میں زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ چونکہ بالکل خاموش رہنے سے بھی پوری ملاقات نہیں ہوتی۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ چند منٹ میں کچھ بیان کروں۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ دوستوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاؤں۔ تا وہ خدا تعالےٰ کے ان فضلوں اور برکتوں اور انعامات سے محروم نہ رہیں جو ان فرائض کی ادائیگی پر خدا تعالےٰ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور جو خدا تعالےٰ کی پاک جماعتوں کے لئے ہی مقدر کئے گئے ہیں۔

راستی کی مخالفت

میرے نزدیک سچائی کی مخالفت کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اگر انسان اپنے نفس میں پاکیزگی اور طہارت اخلاص اور محبت پیدا کرلے اگر صداقت اور راستی کے حامل پوری پوری اس بات کی طرف توجہ کریں۔ کہ خدا تعالےٰ سے ان کو کامل پیار اور مخلوق خدا سے کامل محبت ہو۔ تو میرے نزدیک صداقت اور راستی ایک ایسا حربہ ہے۔ جو ہزاروں پردوں کو چیر کر سینوں کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ اور کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔ خواہ کیسے ہی مضبوط قلعے ہوں۔ اور کیسی ہی سخت دیواریں کیوں نہ ہوں۔ صداقت اور راستی ایک ایسا بھالا یا نیزہ ہے۔ کہ کوئی ڈھال اس کو روک نہیں سکتی۔ کیا یہ واقعہ نہیں۔ کہ بہت سے ایسے لوگ جو سخت سے سخت صداقت کے دشمن ہوئے ہیں۔ اور شب و روز اس کے مٹانے میں مصروف رہے ہیں۔ ان پر بھی بالآخر صداقت نے ایسا اثر کیا۔ کہ وہ اس کے گرویدہ ہو کر سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہمیں اس سلسلہ میں بھی بکثرت ایسے آدمی نظر آتے ہیں۔ جو ایک وقت سلسلہ کے شدید ترین دشمن تھے۔ اور اپنے بغض و عناد میں جو ان کو سلسلہ سے تھا۔ حد سے بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن ایک چھوٹے سے کلمہ نے ہی ان کے قلب پر ایسا اثر کیا۔ کہ گویا ان کو ذبح کر ڈالا۔ اور انہوں نے اپنی ساری عمر پشیمانی میں گذاری۔ اور افسوس کرتے رہے کہ کیوں وہ اس قدر صداقت کی مخالفت کرتے رہے۔ پس اگر ہماری اپنی اصلاح ہو۔ اور ہمارے قلب صاف ہو جائیں۔ اور خدا تعالےٰ کی محبت اور مخلوق خدا کی ہمدردی ہمارے اندر جوش مارنے لگ جائے۔ تو یقیناً کسی مخالف کی مخالفت ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بلکہ ان کی مخالفت ہمارے کام اور ہمارے مقصد میں بڑی بھاری معاون ہو سکتی ہے۔

مخالفین کی مخالفت کس طرح ہماری معاون بن سکتی ہے

ابھی کل ہی پرسوں کی بات ہے۔ ایک شخص کا مجھے خط پہنچا ہے۔ وہ نئے احمدی ہوئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ میں خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں۔ مجھے سلسلہ حقہ کی طرف راہنمائی مولوی ثناء اللہ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں ان کے اخبار کا خریدار تھا۔ اور بہت غور اور توجہ سے اس کو اور ان کی دیگر کتب کو پڑھتا تھا۔ لیکن میرے اندر کوئی تعصب نہیں تھا۔ احقاق حق میرے مدنظر تھا۔ جوں جوں میں ان کی کتابوں کو پڑھتا تھا۔ مجھے ان کے کلام میں جا بجا ہنسی تمسخر اور فریب نظر آتا تھا۔ تب میں نے خیال کیا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گدی کے وارثوں سے تو ایسی حرکات سرزد نہیں ہو سکتیں۔ اگر ان کے اندر یہی تقویٰ اور یہی شرافت رہ گئی ہے۔ تو پھر یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔ دیکھو دل کی پاکیزگی اور طہارۃ صداقت کی طرف کس طرح انسان کو کھینچ کر لے آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ دل سے نکلی ہوئی صداقت نے اس کے دل پر ایسا گہرا اثر کیا۔ کہ مخالفین کی مخالفت اس اثر کو مٹا نہ سکی۔ اور پاکیزہ دل سے نکلی ہوئی صداقت نے اپنا کام کر کے ہی چھوڑا۔

قلوب کی اصلاح کامیابی کی جڑھ ہے

پس اسلام کی اور سلسلہ کی سچی خدمت تبھی ہو سکتی ہے۔ کہ ہم پہلے اپنے قلوب کی اصلاح کریں۔ خدا تعالےٰ کی محبت ہمارے اندر پیدا ہو۔ اور عام مخلوق کی ہمدردی ہمارے اندر جوش مارے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے آپکو اس قابل بنائیں۔ کہ وہ صداقت اور راستی کے سچے حامل بن سکیں۔ قرآن کریم میں ہم دیکھتے ہیں۔

رسول اور دوسرے لوگوں میں فرق

ہر زمانہ میں رسالت کے لئے خدا تعالےٰ بندوں میں سے کسی ایک بندے کو منتخب کرتا ہے۔ ہر ایک کو رسول نہیں بنا دیتا۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی پاکیزگی۔ طہارت اخلاص۔ محبت جوش۔ ہمدردی میں سب سے آگے ہوتا ہے۔ ورنہ پیغام اور احکام الٰہی تو ایک مومن بھی پہنچاتا ہے۔ اور اس طرح وہ بھی رسول ہی ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کو خدا کا پیغام بذریعہ وحی ملتا ہے۔ یعنی جو کلام اس پر نازل ہوتا ہے۔ وہ فرشتہ لاتا ہے۔ اور نبی اسے تمام بندوں تک پہنچاتا ہے۔ لیکن ہم جو اس کا کلام بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ وہ ہمیں فرشتہ کے واسطہ سے نہیں ملتا۔ بلکہ ایک ایسے انسان کی وساطت سے ملتا ہے جسے خدا تعالےٰ رسالت کے لئے منتخب کرتا ہے۔ مگر پیغام دونوں ایک ہی پہنچاتے ہیں۔ فرق اگر ہے۔ تو درجہ کا ہے جس کی وجہ سے ہمارے منتخب کئے جانے سے پہلے خدا تعالےٰ نے اس کو ہم میں سے چن لیا ہوتا ہے۔ اگر ہمارا اخلاص ہماری محبت ہماری خلق اللہ سے ہمدردی زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی۔ تو خدا تعالےٰ ہمیں براہ راست رسالت کے لئے منتخب کرتا۔ دوسرا فرق جو اس کے اور ہمارے درمیان ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے اعلیٰ مرتبہ اور مقام کی وجہ سے سب کچھ براہ راست مشاہدہ کرتا ہے۔ اس وجہ سے جس طرح اس کے اندر ایمان کی لہر اور اخلاص و محبت کا جوش پیدا ہو سکتا ہے۔ ہمارے دلوں میں وہ ایمانی لہر اور وہ جوش اخلاص پیدا نہیں ہوتا۔ پس ہر ایک وہ شخص جو امت محمدیہ میں سے خدا تعالےٰ کے احکام اور اس کے کلام کو دنیا تک پہنچاتا ہے۔ وہ ایک رنگ میں رسول ہی ہے۔ اس لئے اس کے واسطے ضروری ہے۔ کہ وہ بھی ظلی طور پر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم معرفت اخلاص اور محبت الٰہی اور ہمدردی خلق اپنے اندر پیدا کرے۔

حضرت مسیح موعود کی بعثت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی جوہر کو اپنے اندر کامل طور پر پیدا کیا۔ جس کی وجہ سے اس زمانہ میں وہی رسالت کے لئے منتخب کئے گئے۔ اور پھر ان کے واسطہ سے ہم بھی پیغام الٰہی کے پہنچانے والے بنے۔ پس جو لوگ نائب رسول ہو کر رسول بنتے ہیں۔ جب تک وہ بھی خدا تعالےٰ کی محبت اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کامل طور پر اپنے اندر پیدا نہیں کرتے۔ اور جب تک یہ جوش یہ عزم ان کے اندر پیدا نہیں ہوتا۔ کہ ہم نے خود بھی خدا کو پانا ہے۔ اور دوسری مخلوق کو بھی جو اس کے صحیح راستہ سے بھٹکی پھرتی ہے اس تک پہنچانا ہے۔ اسوقت کامیاب نہیں ہو سکتے۔

جب تک یہ روح ہم میں پیدا نہ ہو۔ تبلیغ کا پورا حق ادا نہیں ہو سکتا اور جب ایسی روح انسان کے اندر پیدا ہو جائے۔ تو پھر اس کے کلام میں بھی ایسا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ مخالفین کی مخالفت اس کی راہ میں اور اس کے مقصد میں کوئی روک نہیں ہو سکتی۔

خدائی تیر اور اسکی کیفیت

وہ ایک خدائی تیر ہوتا ہے۔ جو کبھی خطا نہیں جاتا۔ بلکہ دلوں کے اندر گھس جاتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے چلائے ہوئے تیر کبھی خطا نہیں جاتے۔ دیکھو موت بھی خدا کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ اِنَّ المنایا لا تطیش سہامہا یہی وجہ ہے۔ کہ جس وقت موت آتی ہے۔ تو کوئی روک نہیں سکتا۔ بدر کی جنگ میں بھی خدا نے اپنا تیر چلایا تھا۔ جبکہ صحابہ کی مٹھی بھر جماعت نے کفار کے بڑے لشکر کو سخت ہزیمت دیدی تھی۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریت کی مٹھی پھینکی تھی جسکے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وہ تو نے نہیں پھینکی۔ بلکہ ہم نے پھینکی ہے۔ پھر خدا کے پھینکنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ادہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی پھینکی۔ اور ادہر زور سے آندھی چلی جس سے ریت اور کنکر اڑ اڑ کر کفار کی آنکھوں میں پڑنے شروع ہو گئے۔ کیونکہ جدہر سے آندھی آئی۔ کفار کا اس طرف منہ تھا۔ اور صحابہؓ کی اس طرف پشت تھی پھر ہوا کا رخ مطابق ہونے کی وجہ سے صحابہ کا نشانہ بھی خوب لگتا تھا۔ اور ان کے تیروں میں زیادہ تیزی اور طاقت بھی پیدا ہو گئی۔ اس کے مقابلہ میں کفار کا مخالف ہوا کی وجہ سے نشانہ خطا جاتا تھا۔ کیونکہ آندھی نے ان کی آنکھوں کو اس قابل نہ چھوڑا تھا۔ کہ وہ نشانہ لگا سکتے نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تین سو بے ساز و سامان مسلمانوں نے ایک ہزار باساز و سامان کفار کو مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھدیا۔

مقناطیسی اثر پیدا کرو

پس اگر آپ اپنے قلوب کی اصلاح کریں۔ اپنے اندر جوش و اخلاص پیدا کریں۔ تو یہ ناممکن ہے۔ کہ تمہارے کلام میں وہ طاقت اور وہ تاثیر خدا تعالےٰ پیدا نہ کرے۔ جو دلوں کو مسخر کرنے والی ہوتی ہے۔ اس وقت تمہارا بیان اور تمہارا کلام ایک مقناطیسی اثر پیدا کرے گا۔ جس سے سخت سے سخت دل بھی تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ پس اگر سچے جوش اور اخلاص کے ساتھ آپ لوگ کھڑے ہوں۔ اگر درد مند دل سے کر آپ کام کریں۔ اگر آپ کے دل میں یہ تڑپ ہو۔ کہ ہمارے بھائی خدا تعالےٰ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچ جائیں۔ تو دوسرے لوگوں کے دل ایسے پتھر کے دل نہیں ہیں۔ کہ وہ تمہاری سچی ہمدردی اور خیر خواہی کی باتوں سے خود بخود کھنچے نہ چلے آئیں۔ اور جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ اپنے قلوب کو پاکیزہ بنائیں۔ تو کعبہ کی طرح لوگ تمہارے گرد جمع ہو جائیں گے۔

اس کے بعد میں بعض اور باتیں جو میں نے پہلے سنی ہیں۔ یا جنکا اب مولوی جلال الدین صاحب کے لیکچر سے مجھے علم ہوا ہے۔ ان کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔

کیا آریہ عیسائی احمدیوں سے بہتر ہیں

مجھے یہ سنکر سخت حیرت ہوئی۔ کہ غیر احمدیوں کے جلسہ میں ایک مولوی صاحب نے یہ کہا ہے۔ کہ عیسائیوں سے یہودیوں سے آریوں سے سکھوں سے ہماری صلح ہو سکتی ہے۔ مگر احمدیوں کے ساتھ ہم کسی طرح صلح نہیں کر سکتے کیونکہ یہ کافر اور مرتد ہیں۔ آریہ سکھ۔ یہودی۔ اور عیسائی ان سے بدرجہا بہتر ہیں۔ یہ آواز جس وقت میرے کان میں پڑی۔ مجھے سخت حیرت ہوئی۔ اور یہ کلمہ سن کر میں نے اپنے دل میں اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے آمادگی نہ پائی۔ کیونکہ میری سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی۔ کہ ایک شخص جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ ظالم۔ قاتل ڈاکو۔ شہوت پرست وغیرہ جیسے بڑے بڑے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ اسے ایک مولوی اس شخص سے بہتر کس طرح کہہ سکتا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کا سچا خادم ہو۔ آپکا کلمہ پڑھنے والا ہو۔ آپؐ کی محبت میں ایسا گداز ہو۔ کہ آپؐ سے بڑھکر کسی چیز سے اس کو انس اور پیار نہ ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہو۔ میرے خیال میں وہی شخص یہ کہہ سکتا ہے جس کا دل بالکل سیاہ ہو چکا ہو۔ جو سخت تاریکی اور ظلمت میں پڑ گیا ہو۔ جس کے دماغ پر اندھیرا چھا گیا ہو۔ کیونکہ جس کے دل میں ایک ذرہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہو۔ اور اپنے سر میں وہ صحیح دماغ رکھتا ہو۔ وہ کبھی ایک ایسے شخص کو جو اسلام کا دشمن اور بانی اسلام کا دشمن ہے۔ اور جو برے سے برا کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کہنے سے دریغ نہیں کرتا۔ اسے ایک آن کے لئے بھی ایک ایسے شخص پر فوقیت نہیں دے سکتا جو رسول کریم کا عاشق اور آپکی محبت میں گداز اور آپؐ کے دین کی جان اور مال سے خدمت کرنیوالا ہو۔ غرض مجھے یہی خیال آیا۔ کہ ایک مولوی کے منہ سے ایسا کلمہ نہیں نکل سکتا۔ اور ہمارے مقابلہ میں وہ آریوں عیسائیوں کو ترجیح نہیں دے سکتے۔ بے شک ان کو ہم سے اختلاف ہے۔ اور وہ ہم سے دشمنی اور عداوت رکھتے ہیں۔

احمدیوں کے عقائد اور آریوں عیسائیوں کے عقائد

مگر اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی اتباع اور آپ کی غلامی سے آپ کی امت کا ایک فرد نبی بھی ہو سکتا ہے۔ گویا انہیں اگر ہمارا کوئی بڑا جرم نظر آتا ہے۔ تو وہ یہی ہے۔ کہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہو سکتا ہے۔ جو باوجود نبی ہونے کے آپؐ کے دین کا خادم اور آپ کا غلام ہی ہوگا۔ اس بناء پر وہ ہم سے دشمنی اور عداوت رکھتے اور ہمیں کافر اور دجال قرار دیتے ہیں۔ فرض کرو۔ یہ عقیدہ ایک جرم ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا اس جرم کا مجرم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے متبعین کامل نبوت کے مقام کو پا سکتے ہیں۔ اور باوجود نبی ہونے کے وہ آپؐ کے غلام ہی ہوں گے۔ جو آپؐ کے دین کو اور قرآن کریم کے پاک علوم کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے۔ اس جرم کے برابر یا اس سے بڑھکر ہو سکتا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دجال۔ کذاب۔ شہوت ران فاسق اور فاجر قرار دے۔ ان دونوں جرموں کو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ عقل رکھنے والے گنواروں کے جاٹ کے سامنے بھی رکھدیا جائے۔ اور اس سے پوچھا جائے۔ کہ دونوں میں سے بری بات کونسی ہے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی غلامی میں نبوت جاری رہنے کے عقیدہ کے مقابلہ میں یہ جرم بہت ہی بڑا ہے۔ کہ آپ کو علی الاعلان نعوذ باللہ دجال کذاب فاسق اور فاجر کہا جائے۔ اور میں نہیں سمجھتا۔ کوئی بھی صحیح الفطرت اور صحیح الدماغ غیر احمدی ایک آن کے لئے بھی اس بات کو ماننے کے تیار ہو۔ کہ وہ لوگ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں۔ اور آپ کے دین کو چاروں طرف دنیا میں پھیلانے والے ہیں۔ اور آپؐ کی محبت اور آپؐ کے دین کی اشاعت میں ہر ایک قسم کی قربانی نہایت فراخدلی کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان سے وہ ان لوگوں کو بدرجہا بہتر سمجھے۔ جو کہ آنحضرت صلعم کو ایک سے زیادہ بیویاں کر کے شہوت رانی کرنے والا۔ ڈاکو۔ زانی فاسق۔ فاجر سمجھے دین سے کچھ تعلق نہ رکھنے والا قرار دیتے دنیا میں اسلام کے پھیلنے کو گمراہی کا پھیلنا خیال کرتے اور اسلام اور بانیٔ اسلام سے ہر طرح دشمنی رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یہی وہ عقیدے ہیں۔ جو آریہ اور عیسائی اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت رکھتے ہیں۔

مگر ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آپؐ کی امت کا انسان آپؐ کی غلامی میں نبوت کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

فیصلہ مولوی صاحبان ہی کریں

دور جانے کی ضرورت نہیں۔ انہی مولوی صاحب سے دریافت کیا جائے۔ اگر ان کے اپنے بیٹے کے متعلق دونوں قسم کے عقائد میں سے ایک اختیار کرنے کا سوال ہو۔ تو وہ اس کے لئے کونسا عقیدہ پسند کریں گے۔ کیا یہ کہ وہ نعوذ باللہ رسول اللہ کو فاسق فاجر ڈاکو زانی گمراہ تسلیم کرے۔ یا یہ کہ وہ یہ اعتقاد رکھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے افراد آپؐ کی غلامی میں نبوت کا مرتبہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور خواہ وہ کتنی بھی آپ کی اتباع میں ترقی حاصل کر جائیں۔ پھر بھی ان کو یہی فخر ہوگا۔ کہ وہ آپؐ کے غلام کہلائیں۔ وہ باوجود نبی ہونے کے آپؐ کے خادم ہی ہوں گے۔ پھر میں ہر ایک غیر احمدی سے دریافت کرتا ہوں۔ وہی انصاف سے بتائے۔ کہ ان میں سے اگر کسی کو ایسا موقعہ پیش آئے۔ کہ اس کے لئے صرف یہی دو راہیں ہوں تو وہ کونسی راہ اختیار کرے گا۔ کیا وہ یہ پسند کرے گا۔ کہ آریہ یا عیسائی ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپؐ کے دین کا دشمن ہو جائے۔ یا وہ اس عقیدے کو تسلیم کر لینا منظور کرے گا۔ کہ آپؐ کے بعد آپؐ کے خادموں میں سے نبی ہو سکتا ہے۔ اور وہ نبی ہو کر بھی آپکا خادم ہی رہیگا۔ اور آپکے دین کی اطاعت اور اشاعت کریگا۔ فرض کرو۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کے نزدیک دونوں عقیدے دو گمراہیاں ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ دونوں میں سے بڑی گمراہی کونسی ہے۔ اور کونسا عقیدہ اپنے بیٹے کیلئے وہ پسند کرینگے۔ اگر تو وہ یہ اعلان کر دیں۔ کہ میں اپنے بیٹے کیلئے یہ پسند کرونگا۔ کہ وہ آریہ یا عیسائی ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسلام کا دشمن ہو جائے۔ وہ بے شک آپکو تمام انسانوں سے بدتر انسان کہنا شروع کر دے۔ مگر یہ عقیدہ نہ رکھے۔ کہ آپکی اتباع اور غلامی میں کوئی نبی بھی ہو سکتا ہے۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہا۔ دیانتداری سے کہا۔ لیکن اگر وہ ایسا اعلان نہ کریں۔ تو پھر ان کا یہ کہنا جھوٹ یا تعصب ہوگا۔ کہ آریوں اور عیسائیوں سے جو رسول اللہ کو جھوٹا زانی فاسق فاجر خیال کرتے ہیں۔ ان کی صلح ہو سکتی ہے۔ لیکن احمدیوں سے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے اور آپ کے دین کی اطاعت اور اشاعت کرنے کے محض اس وجہ سے ان کی صلح نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی امت میں سے آپکی اتباع سے نبی ہو سکتا ہے۔ جو نبی ہو کر بھی آپکا خادم اور غلام ہی رہے گا۔

غیر احمدیوں کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کے لوگ

اس کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے کہ باوجود اس کے کہ سب سے بڑھکر ہم سے دشمنی اور عداوت کرنیوالے غیر احمدی ہی ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ ان کے ملکوں میں ہمارے آدمیوں کو نہایت بیدردی اور ظلم کی راہ سے قتل کیا جاتا ہے۔ لیکن مذہب کے لحاظ سے آریوں اور عیسائیوں سے کروڑوں درجے میں غیر احمدیوں کو افضل جانتا ہوں۔

امیر کابل اور کنگ جارج

یہ ہم کہینگے۔ کہ عیسائیوں کی حکومت اور ان کے ملک میں ہمارے لئے بہت امن اور انصاف ہے مگر افغان گورنمنٹ میں ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی ہوتی ہے۔ لیکن جب مذہب کا سوال آئیگا۔ تو میں امیر امان اللہ خان کو کروڑوں درجے کنگ جارج سے بڑھکر سمجھوں گا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے ہیں۔ انہیں خدا کا سچا رسول مانتے ہیں۔ جو کہ ہمیں تمام چیزوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں لیکن کنگ جارج آپؐ کی صداقت کے قائل نہیں۔ تو مذہباً امیر امان اللہ خان صاحب کو میں کنگ جارج سے زیادہ معزز سمجھتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ امیر امان اللہ خان کی حکومت میں ہمارے آدمیوں پر سخت ظلم ہوئے۔ لیکن مذہباً کنگ جارج سے ان کی عزت میرے دل میں بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ جس کی غلامی کا مجھے فخر حاصل ہے۔ اور جسے یہ مولوی لوگ کافر۔ کذاب۔ اور دجال کہتے ہیں۔ اس سے میں نے یہی سیکھا ہے۔ اور یہی اس نے تعلیم دی ہے۔ اور میرا یہ حوصلہ اسی کی بدولت ہے۔ کہ باوجود حکومت کابل سے اس قدر دکھ اٹھانے کے امیر امان اللہ خان کی اسقدر محبت اور عزت میرے دل میں ہے کیونکہ خواہ انکی حکومت میں ہم سے کیسا ہی برا سلوک کیا گیا۔ اور ہمیں کتنے ہی دکھ دئے گئے۔ مگر وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ دیکھو میرے دل میں اس شخص کی بدولت جسے یہ مولوی صاحبان نعوذ باللہ کافر دجال اور کذاب مانتے ہیں۔ یہ حوصلہ ہے۔ کہ میں اس شخص کو جو ہم سے برے سے برا سلوک کرتا اور ہر قسم کا ظلم ہم پر روا رکھتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہے۔ انکی نسبت جنکی حکومت میں ہمیں امن وامان حاصل ہے۔ اور ہم آزادی سے تبلیغ اسلام کر سکتے ہیں۔ مذہب کے لحاظ سے اچھا سمجھتا ہوں۔ لیکن ان مولویوں کے دلوں میں بجائے آپ کو رسول اللہ کے تخت کا وارث

اور جانشین قرار دیتے ہیں۔ رسول اللہ کی یہ محبت ہے۔ کہ آپ کے ایک عاشق صادق اور آپکے دین کے ایک سچے خادم اور آپکے نام لیوا سے آریوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کو بہتر جانتے ہیں عیسائیوں اور یہودیوں سے تو انکی صلح ہو سکتی ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کاذب قرار دیتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلعم کے سچے عاشق اور آپکے دین کے ایک سچے خادم سے انکی صلح نہیں ہو سکتی۔

الکفر ملۃ واحدۃ

پہلے تو مجھے یہ خیال آیا۔ کہ ایک اسلام کے مدعی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دم بھرنیوالے کے منہ سے ایسا کلمہ کسطرح نکل سکتا ہے۔ اور میں اپنے دل میں اسکے تسلیم کرنے کیلئے آمادگی نہیں پاتا تھا۔ مگر مجھے ساتھ ہی اپنے آقا کا یہ فقرہ یاد آگیا۔ کہ الکفر ملۃ واحدۃ۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ مولوی جلال الدین صاحب کو کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے ضرور ایسا کلمہ کہا ہوگا۔ جب انہوں نے یہ کہا۔ کہ احمدیوں سے جو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جان و دل سے عزت کرنیوالے آپ سے محبت رکھنے والے اور آپکے دین کی اشاعت میں جان اور مال قربان کرنیوالے ہیں۔ انکی صلح نہیں ہو سکتی۔ لیکن آریوں عیسائیوں اور یہودیوں سے ہو سکتی ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور آپکے دین کو تباہ کرنے والے ہیں تو یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کی ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی بات فرمائی ہے۔ کہ اسلام کے مقابلہ میں سب کفر جمع ہو جاتے ہیں۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کے اس قول نے بتا دیا۔ کہ کافر کون ہے۔ اور مومن کون۔ آریہ عیسائی یہودی سب کافر ہیں۔ انکے ساتھ ہمارے مخالفین کا جمع ہو جانا بتلاتا ہے کہ وہ ان سب کے کفروں میں شریک ہو گئے ہیں۔ اور سارے احمدیت کے مقابلہ میں ملۃ واحدۃ بن گئے ہیں۔ یہ ہے ان مولویوں کا اسلام جس پر انہیں فخر ہے۔

کیا غیر احمدی مولوی بنی آدم نہیں

دوسری بات جو مولوی جلال الدین صاحب کے لیکچر سے مجھے معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری طرف سے جو یہ آیت پیش کیجاتی ہے کہ یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل غیر احمدی مولوی صاحب نے کہا ہے کہ اس آیت میں ہم لوگ مراد نہیں۔ بلکہ بنی آدم مراد ہیں۔ گو شاید وہ اپنے آپکو بنی آدم شمار نہ کرتے ہوں۔ لیکن میں تو اپنے آپکو بنی آدم میں سے ہی شمار کرتا ہوں۔ بیشک پہلے لوگ بھی بنی آدم تھے۔ مگر ہم بھی آدم ہی کی اولاد ہیں۔ اسلئے بنی آدم ہونے کی حیثیت سے ہم اس آیت سے باہر نہیں۔ اور ہم میں بھی نبی آسکتے ہیں۔ ہاں اگر وہ یہودیوں کے نقش قدم پر چلکر بنی آدم نہیں رہے بلکہ انکی طرح قردۃ و خنازیر بن گئے ہیں۔ تو پھر واقعہ میں انمیں کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور اسی وجہ سے وہ ابتک نبی کی شناخت سے محروم ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے قبول کرنیکی انہیں توفیق نہیں ملتی۔

غیر احمدیوں کی فتح کی حقیقت

میں نے سنا ہے ایک دیوبندی مولوی صاحب نے کہا۔ اب ہمیں فتح حاصل ہو گئی لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ انکو فتح حاصل ہو گئی۔ اور احمدیوں کو شکست۔ کیا جو جماعت روز بروز ترقی کر رہی ہو۔ وہ شکست خوردہ ہوتی ہے۔ انہوں نے ہزاروں کوشش کی

ہر طرح روکیں ڈالیں۔ اور مخالفت کی مگر آخر یہی نتیجہ نکلا۔ کہ وہ روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ہم ترقی کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت کو جو لوگ مرتد قرار دیتے ہیں آج وہ خود انہی میں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ پھر دیکھنے کی بات ہے کہ اس مسجد کے پرانے صحن میں جو بہت چھوٹا تھا۔ ہمارا سالانہ جلسہ ہوتا تھا۔ جس میں باہر کے لوگ شامل ہوتے تھے۔ اور اتنا صحن بھی کافی سے زیادہ ہوتا تھا۔ مگر آج یہ حالت ہے کہ معمولی تقریبوں پر بھی اس وقت کے سالانہ جلسہ سے زیادہ لوگ صرف یہاں کے جمع ہو جاتے ہیں۔ جمعہ کے روز یہ تمام صحن بھر جاتا ہے۔ جو پہلے کی نسبت بہت وسیع کیا گیا ہے۔ ایسی حالتیں حیرت انگیز باتیں نہیں۔ کہ آج وہ کہتے ہیں۔ "قادیان فتح ہو گیا"۔ اور یہ عنوان رکھکر اشتہار شائع کیا گیا تھا کہ "مرزائیت کا خاتمہ" "مرزائیت کا جنازہ بے گور و کفن" گویا انکی طرف سے یہ اشتہار شائع ہونے کی دیر تھی۔ کہ احمدیت کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ بقول انکے اگر مرزائیت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ تو پھر ان کے یہ کہنے کا کیا مطلب۔ کہ تمام مرزائی جماعتیں ملکر تجہیز و تکفین کریں۔ وہ مرزائی جماعتیں کہاں سے آ گئیں۔ جنہیں تجہیز و تکفین کیلئے بلایا جا رہا ہے۔ یہ مولوی صاحبان مرزائیت کسی الگ وجود کو تو قرار نہیں دیتے۔ احمدیوں کو ہی مرزائیت کہتے ہیں۔ پھر جب ان کے نزدیک مرزائیت یعنی احمدیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ تو پھر تجہیز و تکفین کے لئے کسے بلاتے ہیں۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ وہ بھی خوب جانتے ہیں۔ کس کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ اور کس کی تجہیز و تکفین کی ضرورت ہے۔ دراصل ان کے اپنے گھروں میں ماتم پڑا ہوا ہے۔

غیر احمدی مولویوں کی حالت

ان کی مثال تو ان چوہوں کی سی ہے جنہوں نے بلی کے مارنے کے لئے مشورہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا ہماری اتنی بڑی تعداد ہے۔ اگر ہم جرأت سے کام لیں۔ تو بلی کی کیا طاقت وہ ہمارا مقابلہ کر سکے۔ یہ آئے دن ہمیں مارتی رہتی ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اس پر دس پندرہ چوہوں نے کہا۔ ہم اس کی ایک ٹانگ پکڑیں گے۔ دس پندرہ نے کہا۔ ہم دوسری ٹانگ پکڑ لیں گے۔ غرض اس طرح سب نے بلی کے تمام اعضاء تقسیم کر لئے اور بہت خوش ہو رہے تھے۔ کہ اب ہمارے غلبہ پا لینے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ایک بوڑھا چوہا خاموش بیٹھا ان کی باتیں سنتا رہا۔ جب وہ سب اپنی اپنی باتیں کہہ چکے۔ تب اس نے کہا۔ کہ اور تو سب کچھ تم نے بانٹ دیا لیکن یہ بتاؤ۔ بلی کی میاؤں کون پکڑے گا۔ اتنے میں بلی نے میاؤں کی۔ اور سب بھاگ کر بلوں میں گھس گئے۔ اسی طرح ان مولویوں نے بھی مرزائیت کا خاتمہ سمجھ لیا۔ اور اس کا جنازہ نکال بیٹھے ہیں۔

احمدیت کو کوئی مٹا نہیں سکتا

ان کو یہ خبر نہیں۔ کہ یہ جنازہ ان کو بہت مہنگا پڑے گا۔ مرزائیت کے خاتمہ کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ کوئی ایک احمدی بھی نہ رہے۔ اور تمام مرزائی جماعتیں دنیا سے مٹ جائیں۔ مگر کیا ان کے خیال کر لینے اور اشتہار دیدینے سے ایسا ہو سکتا ہے۔ احمدیت کو وہ مردہ نہ خیال کریں۔ بلکہ زندہ سمجھیں۔ اور اگر وہ مردہ بھی خیال کریں۔ تو مثل مشہور ہے۔ ہاتھی زندہ لاکھ کا۔ مردہ سوا لاکھ کا۔ یہ اچھا مرزائیت کا جنازہ ہے۔ کہ روز بروز اس جماعت کی ترقی ہو رہی ہے۔ اور جو زندہ کہلاتے ہیں۔ وہ مٹ رہے ہیں۔ میرے خیال میں دل میں تو وہ بھی دعائیں کرتے ہونگے کہ ایسا جنازہ ان کا بھی نکلے۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ یہ عجیب مردے ہیں۔ جو ہم زندوں کو کھینچ کھینچ کر اپنے اندر شامل کرتے جاتے ہیں۔ تعجب ہے۔ اس قوم پر۔ کیسی بچوں کی سی ان کی حرکتیں ہیں۔ بھلا وہ قوم جس کا ایک ایک فرد ان کے سو سو مولویوں پر بھاری ہے۔ اور وہ اس کے مقابلہ میں کچھ ہستی نہیں رکھتے۔ اس کو بھی کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ مردہ ہے۔ اور اس کا جنازہ نکل گیا ہے۔

رسول کریم کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات

مسئلہ نبوت کے متعلق میں نے سنا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کو خدا نے وفات ہی اسی لئے دی۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا وہ خود بخود پیدا ہو گیا تھا۔ کہ خدا نے اسے اس لئے وفات دیدی۔ کہ وہ نبی نہ بن جائے۔ جب وہ خود بخود پیدا نہیں ہوا تھا۔ بلکہ خدا نے پیدا کیا تھا تو اسے پیدا ہی کیوں کیا۔ کہ پھر نبی بن جانے کے ڈر سے وفات دے دی۔ ہاں اگر نعوذ باللہ یہ ثابت ہو جائے۔ کہ خدا تعالےٰ پر بھی غفلت کا کوئی وقت آ سکتا ہے۔ تو یہ بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ اسی غفلت میں اس نے ابراہیمؑ کو پیدا کیا ہو گا۔ اور بعد میں جب معلوم ہوا۔ کہ وہ زندہ رہا۔ تو نبی بن جائیگا اور ختم نبوت ٹوٹ جائے گی۔ تو پھر اس کو وفات دے دی لیکن اگر خدا تعالےٰ پر غفلت کا وقت نہیں آتا۔ تو پھر کون بے وقوف ہے۔ جو یہ کہے۔ کہ خدا نے پہلے اس کو پیدا کیا اور پھر اس لئے مار دیا۔ کہ کہیں وہ نبی نہ بن جائے۔

غیر احمدی مولویوں کے فتویٰ کی زد رسول کریم تک

پھر ایک اور اشتہار انہوں نے شائع کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔ مرزا صاحب نے نبی بن کر ہم کو نئی بات کیا بتلائی ہے۔ کہ ہم انہیں مانیں۔ لیکن جس وقت وہ آپ پر کفر کا فتوےٰ لگاتے ہیں۔ اس وقت ان کو یہ خیال کیوں پیدا نہیں ہوتا کہ جب حضرت مرزا صاحب نے کوئی نئی بات نہیں بتائی۔ تو پھر فتویٰ کس بات پر لگاتے ہیں۔ اگر ہم پر وہ کفر کا فتویٰ اس لئے لگاتے ہیں۔ کہ جو معنے وہ خاتم النبیین کے کرتے ہیں وہ ہم نہیں کرتے۔ تو ان کو چاہیئے۔ پہلے وہ حضرت عائشہ رضؓ پر کفر کا فتویٰ لگائیں۔ پھر حضرت مغیرہ پر جو کہتے تھے۔ میرے بچوں کو خاتم النبیین کی تاء کی زیر کے ساتھ قرأت یاد نہ کراؤ۔ پھر اس پر بھی بس نہیں ہو گی۔ بلکہ یہ فتویٰ تو اس سے بھی اوپر جا پڑے گا۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کو فتویٰ لگانا پڑے گا۔ کیونکہ جب آپ کو یہ معلوم تھا۔ کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ تو آپ نے یہ کیوں فرمایا۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔

ایک شیعہ کا قصہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شیعہ کا قصہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک عمر رسیدہ شیعہ سخت بیمار ہو گیا۔ جب اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ تو بیٹوں نے درخواست کی۔ کہ آپ ہمیں کوئی ایسا نکتہ بتا جائیں۔ جس سے ہمارا ایمان کامل ہو جائے۔ کہنے لگا۔ صبر کرو۔ ابھی میں اچھا ہوں۔ جب حالت زیادہ نازک ہو گئی۔ تو بیٹوں نے پھر یاد دہانی کرائی۔ تب اس نے کہا۔ نہایت ہی راز کی بات آج میں تم پر ظاہر کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ کچھ کچھ بغض تم امام حسن سے بھی رکھنا۔ کہ وہ خلافت سے کیوں دست بردار ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر بیٹوں نے درخواست کی۔ کوئی اور بات کہنے لگا۔ کچھ کچھ بغض امام حسین سے بھی رکھنا۔ کہ انہوں نے مدینہ کیوں چھوڑا۔ کچھ دیر کے بعد پھر بیٹوں نے درخواست کی۔ کہ کوئی اور نکتہ آپ بتائیں۔ کہنے لگا۔ اتنا ہی کافی ہے۔ جو میں نے بتا دیا۔ لیکن جب بیٹوں نے اصرار کیا۔ تو کہنے لگا۔ اچھا تھوڑا بغض حضرت علی سے بھی رکھنا۔ کہ وہ شروع میں ہی بزدلی نہ دکھاتے۔ تو خلافت دوسروں کے ہاتھ میں کیوں جاتی۔ اسکے بعد بیٹوں نے پھر اصرار کیا۔ کہ کوئی اور بات بھی بتائیں۔ تو اس نے کہا۔ اچھا تھوڑا بغض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی رکھنا۔ کہ انہوں نے جرأت کر کے اپنے سامنے ہی کیوں نہ حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کروا دی۔ اس کے بعد بیٹوں نے پھر اصرار کیا تو کہا۔ کہ اچھا کچھ بغض جبرائیل سے بھی رکھنا۔ کہ اس کو تو وحی حضرت علی کے لئے دی گئی تھی۔ وہ بھول کر رسول کریم کی طرف کیوں چلا گیا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ اس پر کسی جلے ہوئے سنی نے کہدیا۔ اگر وہ تھوڑی دیر زندہ رہتا۔ تو یہ بھی کہہ دیتا۔ تھوڑا سا بغض خدا سے رکھنا۔ کہ جبرائیل کو بھیجنے میں اس نے دھوکہ کھایا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کسی سنی نے یہ قصہ بنایا ہے۔ جس میں اس نے یہ دکھایا ہے۔ کہ اگر شیعوں کے عقیدوں کو تسلیم کیا جائے۔ تو پھر سب سے بغض رکھنا پڑتا ہے

کیا ہمارے خلاف ایمانداری سے فتویٰ لگاتے ہیں،

یہی حال غیر احمدیوں کے عقیدہ کا ہے۔ اگر ہم ان

کے عقیدہ کے خلاف خاتم النبیین کے معنے کرنے سے کافر ہو سکتے ہیں۔ تو پھر ان کا یہ فتویٰ حضرت عائشہ رض پر دیگر صحابہ اور علماء امت پر حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی لگے گا۔ اگر وہ ایمانداری سے ہم پر فتوے لگاتے ہیں تو پھر ان کو چاہیئے۔ کہ اس کی پوری پابندی کریں۔ اور پہلے فتویٰ رسول اللہ پر لگائیں۔ ان سے تو وہ طالب علم بڑھ کر نکلا۔ جس نے کہہ دیا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ نے نماز میں حرکت ثقیل کی۔ اس لیئے ان کی نماز ٹوٹ گئی۔ میں کہتا ہوں۔ اگر وہ اپنے فتویٰ کو سچائی پر مبنی سمجھتے ہیں۔ تو پھر ان کو چاہیئے۔ کہ وہ حضرت عائشہ رض حضرت مغیرہ رض دیگر آئمہ اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی فتویٰ کیوں نہیں لگاتے۔ کہ وہ بھی ہماری طرح خاتم النبیین کے ان معنوں کے قائل نہیں تھے۔ جو معنے کہ یہ لوگ کرتے ہیں؛

نبوۃ وہبی ہے یا کسبی صاحبزادہ ابراہیم کے متعلق جو رسول کریم صلے اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو نبی ہوتا۔ میں اس کے متعلق ایک اور بات بھی بتلاتا ہوں۔ جو غیر احمدیوں اور غیر مبائعین کے لئے مفید ہے۔ وہ کہا کرتے ہیں۔ کہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ اگر نبوت محض وہبی ہے۔ تو ابراہیم کو زندہ رکھنے میں کیا حرج تھا۔ اس پر موہبت نہ کی جاتی۔ اور وہ نبی نہ بنتے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہے۔ اگر وہ زندہ رہتے۔ تو اس زمانہ اور عرصہ میں وہ تقویٰ اور طہارۃ کے اس مقام پر پہنچ جاتے۔ جو نبوۃ کی موہبت کا جاذب ہوتا ہے۔ پس بے شک نبوۃ موہبت ہے۔ لیکن اس کے لئے کسب شرط ہے۔ جس کے نتیجے میں موہبت ہوتی ہے۔ اگر کوئی کسب نہ کرے۔ اور نبوۃ مل جائے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ فاسقوں اور فاجروں کو بھی نبوت مل سکتی ہے۔ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے۔ ایسے لوگ جن کی پاکیزہ زندگیاں نہیں۔ ان کو نبوت نہیں ملتی۔ اور انبیاء کی پاکیزہ زندگیوں کو کیوں ان کی صداقت کی دلیل ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہبہ سے پہلے کسب کا ہونا ضروری ہے۔ پس صاحبزادہ ابراہیم کی فطرت بھی ایسی صحیح تھی۔ کہ اگر وہ زندہ رہتا۔ تو ایسا تقویٰ اور طہارت پیدا کرتا۔ کہ خدا کا وہب اس پر ضرور ہوتا؛

خاتم کا مفہوم اسی طرح خاتم النبیین میں خاتم کے معنے مہر کے ہیں۔ اور مہر تصدیق کے لئے ثبت کیجاتی ہے۔ جس کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ مہر ثبت کرنے والا اقرار کرتا ہے یہ میری طرف سے ہے۔ اسی غرض کے لئے پہلے بادشاہ رکھتے تھے اور اپنے احکامات پر تصدیق کے لئے ثبت کیا کرتے تھے اور چونکہ ان میں یہ رواج تھا۔ کہ وہ کوئی کاغذ بغیر مہر کے نہیں لیتے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جب بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے۔ تو آپ نے ان پر ثبت کرنے کے لئے مہر بنوائی۔ تو مہر ہمیشہ کلام کی تصدیق کے لئے ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے خاتم النبیین کے یہ معنے ہونگے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کی تعلیم کی تصدیق کرنیوالے ہیں۔ گویا جس تعلیم کی آپ تصدیق کریں گے۔ وہ صحیح ہوگی۔ اور جس پر آپ کی تصدیق نہ ہوگی۔ وہ صحیح نہ ہوگی۔ اسی لئے قرآن کریم میں آیا ہے۔ مھیمنا علیہ۔ کہ قرآن کریم ان انبیاء کی تعلیم کا محافظ ہے۔ اور وہ سب تعلیمیں اس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ان کی تمام صداقتیں محفوظ کر لی گئی ہیں۔ اب قرآن کا جو بیان ہے۔ وہ صحیح ہے اگر تورات یا انجیل میں اس کے خلاف پایا جاتا ہے۔ تو ان کا بیان صحیح نہیں سمجھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کے متعلق جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر وہ کچھ بیان کریں۔ تو تم سنو تو سہی لیکن لا تصدقوھم ولا تکذبوھم نہ اس بیان میں انکی تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔ گویا جب آپ نے ان کے تمام صحیح بیان محفوظ کر لئے ہیں۔ تو جو باتیں آپ نے بیان نہیں کیں خواہ اس لئے کہ آئندہ ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور خواہ اسلئے کہ وہ صحیح نہیں۔ ہمیں ان کی تصدیق یا تکذیب کی ضرورت نہیں۔ پس جن باتوں کو قرآن کریم نے غلط قرار دیا ہے۔ ان کو غلط سمجھو۔ اور جن کو صحیح قرار دیا ہے۔ ان کو صحیح سمجھو۔ اور جن سے خموشی اختیار کی ہے۔ تمہیں بھی خموشی اختیار کرنی چاہیئے۔ تصدیق یا تکذیب کی کوئی ضرورت نہیں۔

(باقی آیندہ)

کیا بانیٔ مدرسہ دیوبند کافر تھے

علماء زمانہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برخلاف جن ناجائز اور معیوب حیلوں سے کام لیا ہے۔ ان میں سے ایک دھوکہ دہی بھی ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کی ہے۔ اور ان کو (نعوذ باللہ) گندی گالیاں دی ہیں۔ جیسا کہ مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دربھنگی نے اپنی کتاب "اشد العذاب" میں اس پر بہت زور دیا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا اس کی تردید فرمائی اور صاف لکھا:۔

"میں اس کی عزت کرتا ہوں۔ جس کا ہم نام ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے۔ وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ [illegible] (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

لیکن ان لوگوں کا باوجود یہ جاننے کے کہ یہ الزامی جواب ہے۔ اور پھر عیسائیوں کی کتب مقدسہ سے ہے ایسی باتوں پر زور دینا ضروری تھا۔ تا کہ ممن عصفہم تحنج ج الفتنۃ کے مصداق بنتے؛

مگر وہ دیکھیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند حضرت علی کرم اللہ وجہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:۔

"اہل ہند جو تمام ولایتوں کے لوگوں کے نامردہ پن میں امام ہیں۔ ان میں کا بھنگی اور چمار بھی اس سہولت سے بیٹی نہیں دیتا۔ جس طرح حضرت امیر نے اپنی دختر مطہرہ کو حضرت عمر رض کے حوالہ کر دیا۔"

(ہدیۃ الشیعہ صفحہ ۲۷ مطبوعہ مطبع ہاشمی)

کیا دیوبندیوں کے اصل کے ماتحت اس عبارت میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کی ہتک نہیں کی گئی۔ کیا علماء دیوبند جن کا نقشہ مولانا شبلی نے یوں کھینچا ہے۔

> کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
> بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

موصوف کی تکفیر کا بھی فتویٰ دینگے۔ اور جلی اور موٹے حروف میں علماء دیوبند کی طرف سے یہ اعلان کیا جائے گا۔ کہ بانیٔ مدرسہ دیوبند کافر تھے۔ کیونکہ انہوں نے حضرت علی رض کو گالیاں دی ہیں اور "طعن فی الصحابہ کفر ہے" (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۱۴)

(خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل۔ خاصیلی)

دہلی سے بابیوں کا کوچ

بابیوں نے ناتجربہ کاری سے دہلی کو اپنا شکار گاہ تصور کیا تھا۔ اس لئے وہ دہلی میں آئے۔ اور سر بازار کمرہ لیکر متعدد بورڈ متعدد پمفلٹ اور پرچے جاری کئے۔ احمدیوں کے مخالفین نے بابیوں کی منافقانہ باتیں سن کر خاص آؤ بھگت بھی کی۔ ادھر انجمن احمدیہ دہلی نے ایک پوسٹر جس کی سرخی "دجال آگیا" تھی شہر میں کثرت سے چسپاں کر کے لوگوں کو متنبہ کر دیا۔ کہ بہائی لوگ منافقانہ باتیں بنا کر تمہیں دھوکہ دے رہے ہیں۔ ان سے جو کوئی بات سنو۔ پہلے ان کی کتاب البیان اور اقدس نکلوا کر اس میں لکھی ہوئی دیکھ لو۔ مگر ہم تحدی سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ البیان اور اقدس ہرگز نہیں دکھائیں گے۔ ہماری کتابیں تو ہر ایک کو مل سکتی ہے۔ مگر ہم ان کی کتابیں (البیان اور اقدس) تین سو روپیہ میں خریدنے کے واسطے طیار رہیں۔ مگر نہیں دیتے وغیرہ اس پوسٹر کے شائع ہوتے ہی دہلی والے ان سے بخوبی واقف ہو گئے اور آخر وہ نامراد یہاں سے بھاگ گئے۔ (احمد یار جالندھری)

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۵ر جولائی۔ اخبار "ٹائمز" کا نامہ نگار مقیم [illegible] اطلاع دیتا ہے۔ کہ [illegible] یہ تجویز پیش کرنے والا ہے۔ کہ ماسکو میں جن تین جرمن طلباء کے لئے [illegible] کے قتل کی سازش کے الزام میں سزائے موت تجویز کی گئی ہے۔ وہ ان دو سوویٹ [illegible] سے بدل لئے جائیں۔ جن کے خلاف پچھلے دنوں [illegible] مقدمہ چلا کر انہیں سزائے موت کا فیصلہ صادر کیا گیا ہے۔

لنڈن ۵ر جولائی۔ ٹائمز کا نامہ نگار برلن سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ جرمنی میں ۱۶ر جون ۱۹۲۵ء کو جو مردم شماری کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہاں [illegible] کروڑ آدمی بستے ہیں۔ اور اکتوبر ۱۹۱۹ء کے مقابلے میں [illegible] لاکھ آدمیوں کا اضافہ ہوا ہے۔

لنڈن ۸ر جولائی۔ ٹائمز کا نامہ نگار [illegible] لکھتا ہے۔ کہ سیاست دان جرنیل فینگ یو سیانگ کی تازہ تقریر کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔ جس میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ اب کاغذی جنگ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب چینیوں کو لازم ہے۔ کہ وہ مشین گنوں کا استعمال کریں۔ موجودہ حالات میں اعلان جنگ کرنے سے احتراز غلامی کو قبول کرنے کے مترادف ہے۔ اور میں برطانیہ کے خلاف جنگ کرنے کو تیار ہوں۔ جرنیل فینگ یو سیانگ نے جن کے [illegible] ہے۔ کہ وہ روسیوں کے زیر اثر ہیں۔ کہا کہ میرا ارادہ ہے۔ کہ نہ صرف آزادی چین کے لئے۔ بلکہ تمام دنیا کے مظلوم اور بے بس لوگوں کے لئے جنگ کروں۔

لنڈن ۸ر جولائی۔ فرانس اور جرمنی کے تجارتی [illegible] منسوخ ہو گئے ہیں۔ کیونکہ جرمنی نے فرانسیسی [illegible] کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

لنڈن ۸ر جولائی۔ آج دارالامرا میں لارڈ برکن ہیڈ نے فرمایا۔ کہ جب تک حکومت ہند اور [illegible] سے مشورہ نہ لے لیا جائیگا۔ اس وقت تک کوئی فیصلہ نہ ہوگا۔ [illegible] دستور اساسی کی ترمیم کی ضرورت پڑیگی۔ اور دو عملی حکومت کا فیصلہ اسکے نتائج پر ہوگا۔ اگر ہندوستانی لیڈروں نے اشتراک عمل کی خواہش کا موجودہ نظام حکومت کی درستی کے لئے حقیقی طور پر اظہار کیا۔ تو ایک شاہی کمیشن کا تقرر عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کی عدالت نے جبری تعلیم کے اس قانون کو منسوخ کر دیا۔ جس کے بموجب آٹھ سے سولہ سال تک عمر کے بچوں کو لازمی طور پر پبلک سکولوں میں حاضری دینا پڑتی تھی۔

لنڈن ۹ر جولائی۔ جو بیان لارڈ برکن ہیڈ دارالامرا میں دینے والے ہیں۔ اس پر تبصرہ کرتا ہوا اخبار "آبزرور" اس امر پر زور دیتا ہے۔ کہ فوراً ایک شاہی کمیشن کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ جو ہندوستان کے دستور اساسی پر از سر نو غور و خوض کرے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ ہم نے اب تک ہندوستان میں انگریزی نظام حکومت کی تقلید کی ہے۔ جو دنیا کا کوئی ملک اپنے لئے محفوظ نہ خیال کرتا۔ جمہوریہ امریکہ۔ جاپان کا نظام حکومت ایک ایشیائی براعظم کے لئے زیادہ مناسب ہوتا۔ جہاں انتظامی حکومت کے ثبات و قیام کی از حد ضرورت ہے۔ جس قدر ضرورت فیڈرل قسم کے نظام حکومت کی ہندوستان میں ہے ایسی دنیا کے اور کسی حصہ میں نہ ہوگی۔

ہندوستان کی خبریں

آگرہ ۶ر جولائی۔ آگرہ میں مختلف فرقوں کے سادھو اور مہنتوں کا جلسہ ہوا۔ سادھوؤں کی طرف سے مہاراجہ صاحب نیپال اور دیش بندھو داس چترنجن داس کی وفات پر اظہار ماتم کیا گیا۔ یہ بھی تجویز کی گئی۔ کہ کمبھ کے میلہ پر ہر دو کے لئے خاص پرارتھنا کی جائے۔ اور مہنت شونا پر ان دونو کی چاندی کی مورتیاں بنوا کر رکھی جائیں۔

کلکتہ ۷ر جولائی۔ کل کیدار پور میں حالت بالکل پر امن رہی۔ اور ابھی صورت حالات معمول پر آ رہے ہیں۔ ابھی تک تمام رقبہ پر پولیس مسلط ہے۔ اور اس نے اس وقت تک ۱۲۶ اشخاص گرفتار کر لئے ہیں۔ ہسپتال میں زخمیوں کی حالت درست ہے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بقر عید کے موقعہ پر حفظ ماتقدم کے طور پر جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ ان پر پچاس ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔

بمبئی ۷ر جولائی۔ میسرز عبداللہ الفضل کے نمائندے نے بندرگاہ سوڈان سے ۶ر جولائی کو ایک لاسلکی پیغام روانہ کیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ حج بغیر کسی روکاوٹ کے ختم ہو گیا۔ اور اب حاجی رابغ واپس آ رہے ہیں۔ اس سال ایک لاکھ نجدی حج میں شریک ہوئے۔ توقع ہے۔ کہ ہندوستانی حاجی جولائی کے آخر تک واپس آ جائیں گے۔

کلکتہ ۷ر جولائی۔ دیش بندھو داس کے سرمایہ یادگار میں ۲ ½ لاکھ روپیہ سے زیادہ چندہ جمع ہو چکا ہے۔

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دارالامان کے لئے قادیان سے شائع کیا)